ماہنامہ

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ترجمان

خدیجہ

جرمنی

مدیرہ:- صفیہ چیمہ

جلدنمبر10 نگران:-صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی ماہ امان ۔ 1384ھش، بمطابق مارچ2007ء معاونت:۔-صبیحہ نفیس ۔نفیسہ کبیر شمارہ نمبر3

انفاق فی سبیل اللّٰہ

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے''۔

(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہ قصّہ بیان کیا کہ

''ایک آدمی بے آب وگیاہ جنگل میں جارہا تھا بادل گھرے ہوئے تھے اس نے بادل میں سے آواز سنی کہ اے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا۔پتھریلی سطح مرتفع پر بارش برسی۔پانی ایک چھوٹے سے نالے میں بہنے لگا۔وہ شخص بھی اس نالے کے کنارے کنارے چل پڑا۔کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالہ ایک باغ میں جا داخل ہوا ہے اور باغ کا مالک کدال سے پانی اِدھر اُدھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے۔ اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا۔''اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟''اس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے اس بادل میں سے سُنا تھا۔پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا۔''اے اللہ کے بندے! تم مجھ سے میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟''۔اس نے کہا کہ''میں نے اس بادل میں سے جس کی بارش کا پانی تم لگا رہے ہو۔یہ آواز سُنی تھی کہ اے بادل! فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔تم نے کون سا ایسا عمل کیا ہے جس کا یہ بدلہ تجھ کو ملا ہے؟''۔باغ کے مالک نے کہا''اگر آپ پوچھتے ہیں تو سُنیں ۔''میرا طریقِ کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں،ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزارہ کے لئے رکھتا ہوں اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔ (مسلم)

(از حدیقۃ الصالحین باب انفاق فی سبیل اللہ)

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

''انسان کو چاہیئے کہ دین کو دنیا پر مقدّم کرے''

''انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔اِهْدِ نَا الصِّرَ اطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَ اطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِم۔یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔اس قدر اس کا تکرار ہی اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیے اور تعویذ کی طرح مدنظر رہے۔اس آیت میں چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کریگا اور ان استدادوں اور قوای کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائے گا۔جو اس کو دی گئی ہیں۔۔۔۔۔۔میں یہ بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت ﷺ نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوت کے سارے کمالات ختم ہو گئے۔آپ نے جو راہ اختیار کی ہے وہ بہت صحیح اور اقرب ہے۔اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔غرض منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں صِرَ اطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت ﷺ نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے''۔ (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء ۵۔۶)

یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک راضی نہیں ہوتا۔اور نہ کوئی شخص اس تک پہنچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے۔اور ان راہوں اور ہدایتوں پر عمل کرے ۔جو اُس کی مرضی اور منشا کے موافق ہیں۔جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہیے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے۔

(البدر ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء ۲) (از تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ ۲۸۷۔۲۸۸)

جرمنی بھر میں لجنہ اماء اللہ کی سالانہ تعلیمی وتربیّتی کلاسز کا انعقاد

خدا تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے امسال بھی لجنہ اماء اللہ کی تعلیمی وتربیّتی کلاسز کامیابی سے اختتام پذیر ہوئیں۔جو جرمنی بھر میں ۴ تا ۷ جنوری ۲۰۰۷ء منعقد کی گئیں۔ان کلاسز کے انعقاد کیلئے بائیس سنٹرز مقرر کئے گئے جن کی انچارج صدرات لوکل امارات اور کچھ مقامات پر حلقہ صدرات کو مقرّر کیا گیا۔اس کلاس کے لئے نصاب مرکزی شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ نے مربّیانِ کرام کی مدد سے تیّار کیا۔یہ نصاب آٹھ مضامین ترجمۃ القرآن، حفظِ قرآن،حدیث، فقہ،موازنہِ مذاہب،علمِ کلام، تاریخِ اسلام اور تاریخِ احمدیت پر مشتمل تھا جس کے ساتھ تلقینِ عمل کے لئے بھی تین موضوعات دیئے گئے تھے۔ان کلاسز میں ترجمۃ القرآن،حفظِ قرآن اور احادیث کی کلاسز زیادہ تر لجنہ ممبرات نے ہی لیں جبکہ علمِ کلام،موازنہِ مذاہب اور فقہ کے مضامین پڑھانے کیلئے مربیّان کرام کی خدمات لی گئیں۔موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق ان کلاسوں کے دوران سیر کا پروگرام بھی رکھا گیا۔پہلے تین روز کلاسز کا انعقاد صبح دَس بجے سے شام ساڑھے چار بجے تک ہوا۔آخری روز امتحان کا انعقاد ہوا،کلاس کے اختتام پر اوّل، دوئم اور سوئم آنے والی ممبرات کو انعامات دیئے گئے جبکہ اس کلاس میں شرکت کرنے والی ہر ممبر کو سند دی گئی۔کلاسز کے دوران باجماعت نماز ظہر وعصر ادا کی جاتی رہی۔موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق ان کلاسز کی حاضری تقریباً گیارہ سو تھی جس میں سے نو سو پچاس ممبرات نے امتحان میں شرکت کی۔شرکت کرنے والی ممبرات میں بڑی تعداد طالبات کی تھی۔جنہوں نے نہایت دلچسپی سے اس کلاس میں حصّہ لیا اور اس کلاس کو اور بھی بہتر انداز میں منعقد کرنے کے لئے اپنے مشوروں سے نوازا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسی کلاسز کو بہتر رنگ میں سر انجام دینے کی توفیق دیتا رہے ۔آمین

(رپورٹ ۔امتہ المنان طاہر صاحبہ نیشنل سیکرٹری تعلیم)

برلن میں بننے والی''خدیجہ مسجد'' کے بارے جرمنی کی چند اخبارات کے تراشے

Süddeutsche Zeitung 4جنوری2007

''برلن میں خلافت کی سلطنت''

''مسجد کے خلاف عوام کی یونین مشکوک اعتراضات کے ساتھ دارالحکومت میں مسجد کی تعمیر کے خلاف احتجاج کر رہی ہے۔از **Angela Köckritz**

برلن: **Heiner Fleck** شور چاہتا تھا، ''آیئے باجوں اور سیٹیوں کے ساتھ اور ہر اس چیز کے ساتھ جس سے شور کیا جاسکتا ہے تا کہ ہم اس گروہ کے لیڈر کو تنگ کرسکیں، جو یہاں **Pankow-Heinersdorf** میں خلافت کی چوکی قائم کرنا چاہتا ہے۔**Fleck** اُس تنظیم (**IPAHB**) کا انچارج ہے جو **Pankow-Heinersdorf** میں مسجد کی تعمیر کی مخالفت کے لئے بنائی گئی ہے،اور جو منگل کے روز مشرقی برلن میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے خلاف احتجاج کر رہی تھی، اُس دن جس دن **Heinersdorf** میں خانہِ خدا کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا تھا۔ **Flecks** کی آواز پر صرف مُٹھی بھر مظاہرین اکٹھے ہوئے تھے۔لیکن یہ چند مظاہرین بھی کافی شور کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے، "یہاں کوئی مسجد تعمیر نہیں ہوگی" کے نعرے بُلند کر رہے تھے۔لیکن یہ شور صرف جلوس میں شامل اراکین کا ہی نہیں تھا، بلکہ منتظمین نے کیسٹ پلیئر میں گزشتہ خزاں میں نکالے جانے والے اُس جلوس کے نعرے بھی بُلند آواز میں لگا رکھے تھے، جس میں 1500 شہریوں نے **Heinersdorf** کی سڑکوں پر اس مسجد کے خلاف جلوس نکالا تھا، جس میں ایک بڑی تعداد میں (نازی پارٹی) **NPD** کے اراکین شامل تھے۔

(بقیہ صفحہ ۲ پر)

مُسلم جماعتِ احمدیہ سال کے اختتام تک اپنی اس مسجد کی تعمیر مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔مشرقی جرمنی میں مُسلمانوں کی یہ پہلی مسجد ہوگی۔ اور یہ عمارت اپنے اوپر بنائے جانے والے میناروں اور گُنبدوں کی بناء پر ہر لحاظ سے ایک مسجد کے طور پر پہچانی بھی جائے گی۔ جماعتِ احمدیہ کئی برس سے جرمنی میں متحرک ہے۔اس سے قبل اس جماعت نے 1923ء میں برلن میں مسجد بنانے کی کوشش کی، جو اُس وقت مُلک (جرمنی) میں افراطِ زر پھیلنے کی وجہ سے ناکام ہوگئی تھی۔ جماعتِ احمدیہ جرمنی میں اس وقت 000 30 کے قریب ممبران ہیں۔ جماعتِ احمدیہ خود کو ایک مُصلح جماعت کے طور پر مانتی ہے اور تمام مُتشدد مُسلمانوں سے واضح طور پر الگ ہے۔ جرمنی کے تحفظِ آئین کے ادارے کے مُطابق اس جماعت سے (جرمنی کو) کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

برلن کے Reinickendorf میں جماعتِ احمدیہ کے ممبران نے ابھی تک ایک گھر بطورِ سنٹر کرائے پر لیا ہوا ہے، جس میں یہ اپنے دینی پروگرامز کرواتے ہیں۔لیکن یہ سنٹر اب چھوٹا پڑنے لگا ہے، کیونکہ یہاں جماعت کی تعداد دوسو کے قریب ہے۔ اور یہ سنٹر ان دوسو نمازیوں کے لئے ناکافی ہے۔ جماعت کافی عرصے سے یہاں اس سلسلہ میں کسی مُناسب پلاٹ کی تلاش میں تھی۔بلا آخر یہ تلاش Heinersdorf میں ختم ہوگئی اور جماعت کو یہاں میں مسجد بنانے کے لئے پلاٹ مِل گیا۔ جماعتِ احمدیہ جرمنی کے سربراہ محترم عبداللہ Wagishauser نے فرمایا؛ ہمیں توقع نہیں تھی، کہ شہریوں کی طرف سے اس قدر شدید مظاہرے کئے جائیں گے۔لگتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو اسلام کا کوئی تجربہ نہیں ہے (اسلام کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں)"۔ اس سے قبل Pankow شہر کی انتظامیہ کو (مسجد کے مخالفین کی طرف سے) دھمکیوں پر مُبنی ٹیلیفون کئے گئے۔گُمنام ٹیلیفون کرنے والوں نے فون پر دھمکی دی تھی کہ "ہم مسجد کو آگ لگا دیں گے (نعوذ باللہ!"۔) اس سلسلے میں جب ایک بار جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ایک معلوماتی پروگرام رکھا گیا، تو مظاہرین نے اس پروگرام پر تقریباً ایک قسم کا حملہ کر دیا تھا۔

IPAHB (مسجد کے مخالفین کی تنظیم) کی آنکھوں میں یہ مسجد ایک کانٹے کی مانند چُبھتی ہے، جس کی کئی وجوہات ہیں۔اس تنظیم کا ایک ویب سائیٹ بھی ہے۔منگل کے روز اس تنظیم کے لیڈر کا انٹرویو لینے کی کوشش بھی کی گئی، لیکن اس سے کوئی رابطہ نہیں ہوسکا۔

اس تنظیم کا مؤقف ہے کہ " جماعتِ احمدیہ یہاں خلافت کی ایک سلطنت قائم کرنا چاہتی ہے، جو جرمنی کی جمہوری اقدار کے خلاف ہے"۔اس کے علاوہ شہریوں کو خدشہ ہے کہ "اب یہاں مُختلف مُسلمان فرقوں کی آپس میں لڑائیاں جھگڑے ہوں گے، جیسا کہ عراق میں بھی ہو رہا ہے"۔ پھر ان کو خطرہ ہے "ہماری (مسجد کے خلاف بنائی جانے والی) اس تنظیم کا NPD (نازی پارٹی) سے کوئی تعلق نہیں، لیکن خطرہ ہے کہ وہ اب اس مسجد کے بننے کے بعد اپنے عزائم کی بناء پر اس صُورتحال کا اور اس سلسلہ میں Heinersdorf کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں"۔علاوہ ازیں شہریوں کا کہنا ہے کہ اس مسجد کے یہاں تعمیر ہونے سے یہاں مُسلمانوں کو مجمع لگنا شروع ہو جائے گا، شور شرابا بڑھ جائے گا، نیز گاڑیوں کا دھواں بڑھنے سے فضا میں آلودگی بڑھنے کا خطرہ ہے۔محترم Wagishauser کے مُطابق یہ خطرات بے بُنیاد ہیں۔اُنہوں نے بتایا کہ؛ " مجموعی طور پر روزانہ بیس یا تیس نمازی یہاں جمع ہوا کریں گے، سال میں صرف دو تہواروں کے دوران ایسا ہوگا، کہ یہ مسجد جس میں 250 نمازیوں کی جگہ ہے، بھر جایا کرے گی۔پھر ان لوگوں کا یہاں آنا یہاں کے گرد و نواح کے تمام فوڈ اسپاٹس (ریسٹورنٹس) کے لئے بھی منافع بخش ہوگا۔اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہاں چند عناصر ین جان بوجھ کر (جماعت اور مسجد کے) کے خلاف غلط افواہیں پھیلا رہے ہیں"۔

pankow کے تحصیل (ضلع) کے میئر مسٹر Matthias Köne کا اندازہ بھی یہی ہے کہ "یہاں (مسجد اور جماعت کے حوالے سے) افواہیں بہت پھیلائی جا رہی ہیں۔اس کا پسِ منظر یہ بھی ہے کہ NPD (نازی پارٹی) جیسی پارٹیاں ووٹ حاصل کرنے کی خاطر اس سلسلہ میں پروپیگنڈا کر رہی ہیں (اور ان افواہوں کو پھیلانے اور ہوا دینے کی ذمہ دار ہے)"۔مسٹر Köne نے مزید کہا کہ "جب اس مسجد کی تعمیر مکمل ہو جائے گی، تو پھر لوگوں (شہریوں) پر یہ ثابت ہو جائے گا، کہ ان کے تمام خدشات بے بُنیاد تھے، کیونکہ وہ سچ ثابت نہیں ہونگے، تو پھر لوگ خود بخود پُرسکون ہو جائیں گے"۔

اس کے ساتھ IPAHB نے اعلان کیا ہے کہ وہ (مسجد کی تعمیر روکنے کی خاطر) عدالت میں جائیں گے۔ مسٹر Köne نے اس کے جواب میں کہا "اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا، کیونکہ قانوناً جرمنی میں عمارتیں بنانے کے حوالے سے جن قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے، ان سب کے منظور ہونے کے بعد ہی انتظامیہ کی طرف سے اس مسجد کی تعمیر کی اجازت دی گئی ہے، (قانوناً مسجد کی تعمیر نہیں روکی جا سکتی)"۔

Die Tageszeitung (TAZ) 3 جنوری 2007

پہلی مشرقی مسجد کا سنگ بنیاد

جماعت احمدیہ کی طرف سے برلن میں ایک خانہء خدا کی تعمیر کا آغاز۔شہر کے میئر اور integration آفیسر کی حمایت۔(مسجد کے خلاف) مظاہرہ میں قلیل تعداد کی شمولیت۔

برلن TAZ: جس نے بھی گزشتہ روز Berlin-Heinersdorf میں Tiniusstraße کی طرف سفر کیا تو اسے لازماً یہ تاثر ملا ہوگا کہ مظاہرین کا ایک مجمع اس کا منتظر ہے۔"No, No, No to the Mosque" کی بلند آوازیں اس طرف سے سنائی دے رہی تھیں۔جبکہ وہاں صرف دو درجن مظاہرین تھے۔شور تو لاوڈ سپیکر سے آ رہا تھا۔

Berlin-Heinersdorf میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے خلاف احتجاج واضح طور پر سرد پڑ گیا ہے۔گزشتہ بہار میں (مسجد کی تعمیر کا) اعلان کئے جانے کے بعد قوم پرست NPD (پارٹی) کی مدد سے مشتعل عوام کا ایک گروپ تشکیل دیا گیا جو چند ہزار لوگوں کو سابقہ DDR (مشرقی جرمنی) میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے خلاف بھڑکانے میں کامیاب ہو گیا، جبکہ گزشتہ روز سنگِ بنیاد کے موقع پر صرف دو درجن مظاہرین آئے۔مسجد کی تعمیر کے ایک مخالف Wather Döring نے کہا، ’’ایک مرتبہ پھر اکثریت کی رائے کے خلاف اقلیت کو ترجیح دی گئی‘‘۔ ’’اس لئے تعجب کی بات نہیں کہ سیاستدانوں پر لوگوں کا اعتبار اُٹھ گیا ہے‘‘۔ اس احتجاج کی کال IPAHB (مسجد کی مخالفت کے لئے Pankow-Heinersdorf کے مقامی لوگوں کی طرف سے بنائی گئی تنظیم) نے دی تھی، جو کہ کئی ماہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف (عوام کو) بھڑکانے میں مصروف ہے۔اس تنظیم کی طرف سے تیار کردہ قراردادِ مذمت کو دو مرتبہ اس وجہ سے رد کر دیا گیا کہ یہ جرمنی کے بنیادی مذہبی حقوق کے خلاف ہے۔اس کے باوجود آئندہ بھی احتجاج کی پلاننگ ہے۔

گزشتہ روز سنگِ بنیاد کی تقریب بذاتِ خود پُرامن رہی۔اس تقریب کے لئے جرمنی بھر سے 400 مسلمان مسجد کی جگہ پر جمع ہوئے۔ جماعت احمدیہ کے مختلف نمائندگان نے اینٹیں رکھیں۔اس سے قبل قرآن سے چند آیات تلاوت کی گئیں اور امنِ باہمی کی دعوت دی گئی۔مہمانوں میں احمدیوں کے روحانی پیشوا مرزا مسرور احمد بھی شامل تھے جو کہ پاکستان سے جلاوطنی کے بعد لندن میں قیام پزیر ہیں۔اُنکے بقول جماعت احمدیہ اپنی عبادت گاہوں کے خلاف ہونے والے احتجاج کی عادی ہے، یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ جماعت اپنے ہمسایوں کا اعتبار جیتنے میں ہمیشہ کامیاب رہی ہے۔جماعت احمدیہ جرمنی کے سربراہ عبداللہ اُوے واگس ہاؤزر کا کہنا ہے کہ، ’’اکثر مخالفین جماعت کے دوست بن جاتے ہیں۔ماحول کے زہر آلودہ ہونے کے باوجود ہم گفت وشنید کے لئے تیار ہیں‘‘۔

Pankow کے علاقے کے میئر Matthias Köhne (جن کا تعلق SPD پارٹی سے ہے) اور برلن کے Integration آفیسر Günter Piening بھی اس موقع پر موجود تھے۔Piening نے کہا کہ، ’’ہمارا آئین مذہبی آزادی کی بطور بنیادی حق ضمانت دیتا ہے‘‘۔اور عبادت گاہوں کی تعمیر کا تعلق بھی بنیادی حقوق سے ہے۔اس لئے Heinersdorf میں آئندہ چند ماہ یہ فیصلہ کریں گے کہ، ’’آیا واقعی مذہبی آزادی کے بنیادی حق کو زندگی دی جاتی ہے‘‘۔

احمدی اپنے آپ کو اسلام میں ایک اصلاحی تحریک کے طور پر جانتے ہیں۔قرآن کی جدید تشریح کرنے کی وجہ سے انہیں 1975 میں دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا اور کئی اسلامی ممالک میں ان پر پابندی ہے۔احمدی اپنے آپ کو اسلام میں عسکری انتہا پسند رجحانات سے بالکل کنارہ کش کرتے ہیں اور اسلام کی امن اور بردباری کی تعلیم پر زور دیتے ہیں۔اسی طرح Verfassungsschutz (نفاذِ قانون کی نگرانی کرنے والا سرکاری ادارہ) بھی انہیں امن پسند قرار دیتا ہے۔ان کے بیان کے مطابق برلن میں جماعت احمدیہ کی تعداد تقریباً 200 ہے۔جرمنی بھر میں ان کی تعداد تقریباً 30000 ہے اور ان کی دو درجن سے زیادہ مساجد ہیں۔

ان کا ارادہ ہے کہ Berlin-Heinersdorf میں اس مسجد کو 2007 تک مکمل کر لیا جائے اور اس کا نام (حضرت) محمد (ﷺ) نبی کی پہلی بیوی ’’خدیجہ‘‘ کے نام پر رکھا جائے۔چار ہزار مربع میٹر کے رقبہ پر دو منزلہ عمارت معہ بارہ میٹر اُونچے منارہ کے بنانے کا پلان ہے۔(رپورٹ Felix Lee)

Zeit online, Tagesspiegel 12 جنوری 2007

مشرقی جرمنی میں پہلی مسجد کا سنگِ بُنیاد

پُرشور احتجاج کے زیرِ سایہ Berlin-Heinersdorf میں پہلی مسجد کی سنگِ بُنیاد رکھی گئی۔اس تقریب کے خلاف ایک سو کے قریب شہریوں نے مظاہرے کئے!اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے نمائندگان اور برلن شہر کے عہدیداران نے دوپہر کے وقت مسجد کی تعمیر کے لئے خریدے گئے پلاٹ میں، جو کہ Tinius Street میں واقع ہے، بغرض سنگِ بُنیاد دیکے بعد دیگرے اینٹیں رکھیں۔اس تقریب کا آغاز تلاوتِ قُرآن کریم سے کیا گیا۔

اس تقریب کے شُرکاء میں برلن شہر کے Integration- Comission کے ممبر مسٹر Günter Piening، حکومتی رُکن مسٹر Detlef Dzembritzki ، جن کا تعلق SPD پارٹی سے ہے، اور مسٹر MAtthias Köhne، یہ بھی SPD پارٹی کے ممبر ہیں، شامل تھے۔ مسٹر Günter Piening نے، جو کہ مسجد کی تعمیر کے حامیوں میں شامل ہیں، کہا کہ "(بہت اچھی بات ہے کہ جرمنی میں بسنے والے) مُسلمان آخر کار گُمنامی ترک کرنا شروع کر چکے ہیں۔(مسجد کی تعمیر کے خلاف کئے جانے والے) مظاہروں کا جواب محبت سے دیں!

Pankow-Heinersdorf کے (بعض) شہریوں نے اس مسجد کی تعمیر کے خلاف IPAHB نامی ایک

کمیونٹی انٹرسٹ (تنظیم) قائم کی ہے۔اس تنظیم کے اراکین بھی سنگِ بُنیاد کے وقت اپنی مخالفت کا اظہار کرنے کی غرض سے موقع پر پہنچ گئے۔انہوں نے بُلند آوازوں میں مسجد کی تعمیر کے خلاف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔لیکن اس کے ساتھ ہی وہاں Heinersdorf کے ایسے شہری بھی موجود تھے، جنہوں نے ان مخالفین کے خلاف ایک کمیونٹی قائم کی ہے،جس کا نام "Heinersdorf- Öffne dich"(معنی=Heinersdorf کے شہری اپنا ظرف بُلند کریں) ہے۔مسجد کی تعمیر کی حامیوں کی اس کمیونٹی Pankow-Heinrsdorf میں جماعتِ احمدیہ کی تعمیر کی جانے والی اس مسجد کے خلاف بُلند ہونے والی ہر رائے کے خلاف اپنی آواز بُلند کرتی ہے۔اس کمیونٹی کا موقف ہے کہ "مسجد کے خلاف اُبھرنے والے تمام مظاہرے رواداری کی رُوح اور انسانی عزتِ نفس کے اوپر کے حملہ ہیں"۔اس موقع پر(امن کی حفاظت کی خاطر) پولیس کے 90 اہلکار بھی موجود تھے۔

جماعتِ احمدیہ کے خلیفہ مرزا مسرور احمد نے جو کہ جماعتِ احمدیہ کے روحانی لیڈر ہیں اور لنڈن میں رہائش پذیر ہیں فرمایا کہ، "مسجد کی تعمیر کے خلاف کئے جانے والے مظاہروں کا جواب محبت وشفقت سے دینا ہوگا، کیونکہ ان لوگوں کو اپنے حق میں کرنے (یا ان کے قریب آنے کا یہی ایک طریقہ ہے)"

۔مسٹر Detlef Dzembritzki نے، جن کا تعلق SPD پارٹی ہے، اس بات پر زور دیا کہ، "جماعتِ احمدیہ ایک کُھلے دِل ودماغ رکھنے والی ایک مثالی جماعت ہے، اس جماعت کی صرف تعریف ہی کی جاسکتی ہے"۔ پھر مسٹر Köhne نے کہا کہ "ایک دوسرے کی مخالفت کو اب چھوڑ دینا ہوگا"۔

مسجد کی مکمل تعمیر 2008 کے آغاز میں متوقع ہے

جماعتِ احمدیہ، جس کی تعداد اپنے بیان کے مُطابق دُنیا بھر میں کئی ملین ہے، Heinersdorf میں دومنزلہ مسجد کی تعمیر کا ارادہ کر رہی ہے، جس کے میناروں کی اونچائی 12 میٹر ہوگی۔اس مسجد میں 250 نمازیوں کے لئے جگہ ہو گی۔مردوں اور عورتوں کی نماز کی ادائیگی کے الگ الگ ہال ہوں گے۔ Pankow شہر کی انتظامیہ کی طرف سے اس مسجد کی تعمیر کی اجازت ان بیان کئے گئے لوازمات سمیت گُزشتہ برس ماہ دسمبر میں دے دی گئی تھی۔ IPAHB (مسجد کی تعمیر کے خلاف قائم کردہ کمیونٹی تنظیم) نے، جس کو Pankow کی کرسچین جمہوری پارٹی، CDU پارٹی کے Friedbert Pflüger کی پُشت پناہی بھی حاصل ہے، اس مسجد کی تعمیر کے خلاف متعدد مظاہرے کئے۔علاوہ ازیں public-disire (کہ مسجد کی تعمیر سے شہریوں کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں) کے تحت شہر کی انتظامیہ کے سامنے دو درخواستیں بھی پیش کیں، جنہیں انتظامیہ نے ناقابلِ منظور قرار دے کر رد کر دیا تھا۔مُسلمانوں کی اس مسجد کی مکمل تعمیر کے آغاز میں متوقع ہے، جس کا نام محمد ﷺ کی پہلی شریکِ حیات کے نام پر "خدیجہ مسجد" رکھا گیا ہے۔مسجد کی تعمیر کے مخالفین کو خطرہ ہے کہ مسجد کی تعمیر کرنے والوں کے پسِ منظر کوئی متشدد گروہ بھی ہوسکتا ہے۔

Evangelischer Pressedienst (epd Ost)

12 جنوری 2007

برلن کے مشرقی حصہ میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کی تقریبِ سنگِ بنیاد

integration آفیسر: مذہبی آزادی کا امتحان

برلن (edp): احتجاج کے ساتھ ساتھ دو جنوری کو برلن شہر کے مشرقی حصہ اور اسی طرح سابقہ مشرقی جرمنی کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔(برلن) شہر کے علاقہ Pankow-Heinersdorf کی ایک شاہراہ پر واقع قطعہ زمین پر احمدیہ مسلم جماعت کی تقریب میں جرمنی بھر سے چار سو مسلمان شامل ہوئے۔جرمنی میں جماعت کے سربراہ عبداللہ اُوے واگس ہاؤزر نے کہا کہ یہ مسجد ''امن، محبت اور اتحاد کو پھیلانے والی'' ہوگی اور تفرقہ پھیلانے والی نہیں ہوگی۔انہوں نے امید ظاہر کی کہ (مسجد کی) تعمیر کے مخالف (تعمیر) مکمل ہونے کے بعد جماعت کے دوست بن جائیں گے۔

مہمانوں میں برلن کے Integration آفیسر Günter Piening، Pankow علاقے کے سابقہ میئر Burkhard Kleinert (بائیں بازو کی پارٹی/PDS)، اُن کے جانشین Matthias Köhne (SPD پارٹی) اور SPD پارٹی کے سابقہ صوبائی سربراہ اور موجودہ ملکی پارلیمنٹ کے ممبر Detlef Dzembritzki بھی موجود تھے۔وہ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ Heinersdorf میں ایک ''اچھی ہمسائیگی'' قائم ہوگی، جبکہ یہ Reinickendorf جماعت احمدیہ کے مرکز کی وجہ سے پہلے سے ہی جماعت کا تعارف رکھتے ہیں۔ان کے مطابق ممبرانِ جماعت مخلص اور وسیع القلب ہیں۔

مسجد کی تعمیر کے مخالفین نے جلوس نکال کر سنگِ بنیاد کی تقریب میں رخنہ اندازی کرنے کی کوشش کی۔جن کی تعداد پچاس کے قریب تھی اور جن کی اکثریت مقامی لوگوں پر مشتمل تھی۔ساتھ والے پلاٹ سے مسلسل ٹیپ پر ریکارڈ شدہ آوازیں جماعت کے ٹینٹ میں سنائی دے رہی تھیں کہ No, No, No Mosque۔قریباً سو پولیس والے ڈیوٹی پر موجود تھے۔

ان کا ارادہ ہے کہ Berlin-Heinersdorf میں اس مسجد کو 2007 تک مکمل کر لیا جائے۔Pankow علاقے کے متعلقہ ادارہ نے 22 دسمبر کو تعمیر کی اجازت دی۔چار ہزار مربع میٹر کے رقبہ پر جہاں پہلے گوبھی کے اچار کی فیکٹری تھی۔اب دومنزلہ عمارت معہ بارہ میٹر اُونچے منارہ کے بنانے کا پلان ہے۔

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بے تکلفی اور سادہ زندگی۔

حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی نہایت سادہ اور بے تکلف تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کو میں نے ہمیشہ نہایت غور سے مطالعہ کیا اور اسے احمد مکی ﷺ کی زندگی کا مثنٰی اور عکس پایا خدا تعالٰی کے برگزیدہ بندوں اور مرسلوں میں یہ ایک خوبی ہوتی ہے کہ باوجودیکہ ان کا وجود ہیبت ورعب کا ایک مجسمہ ہوتا ہے اور یہ رعب خداداد ہوتا ہے مگر با ایں وہ کوئی ڈراؤنی ہستیاں نہیں ہوتے اپنے خدام و احباب کے زمرہ میں وہ ایک شفقت آمیز بے تکلفی اور سادگی کا نمونہ ہوتے ہیں اپنی ذات کے لیے کوئی فوق اور امتیاز ان کی خواہش نہیں ہوتی اور وہ انما انا مثلکم خدا کی وحی کے ماتحت کہتے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس سادگی میں بھی ایک رعب اور امتیاز پایا جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھے آپ کو اللہ تعالٰی نے وحی کے ذریعہ فرمایا تھا (نصرت بالرعب) لیکن آپ جب اپنے خدام واحباب میں تشریف فرما ہوتے تو کوئی خاص مسند اور تکیہ آپ کے لیے مخصوص نہ ہوتا جہاں اور جس طرح دوسرے لوگ بیٹھے ہوتے آپ ان میں ہی بیٹھ جاتے بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ اگر گرمی کا موسم ہوتا اور شدت گرما کے باعث لوگ اپنی ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ لیتے تو آپ کبھی اسے خلاف ادب نہ سمجھتے اور آزادی کے ساتھ ہر شخص اپنے آرام کو مدنظر رکھ کر بیٹھ جاتا کبھی یہ خیال بھی نہ ہوتا کہ کوئی کس طرح پر بیٹھا ہے میں نے اور ہزارہا لوگوں نے ان حالات اور واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے مگر میں اس کی تائید میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی شہادت پیش کرتا ہوں جس کو انہوں نے اپنے ایک خط مندرجہ الحکم میں شائع فرمایا تھا اور بعد میں وہی خط سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے میں نے شائع کیا۔فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی مجلس کا رنگ۔

آپ کی مجلس کا رنگ ہو بہو نبوت کا رنگ ہے.........

ایک دفعہ ایک شخص جو دنیا کے فقیروں اور سجادہ نشینوں کا شیفتہ اور خوکردہ تھا ہماری مسجد میں آیا لوگوں کو آزادی سے آپ سے گفتگو کرتے دیکھ کر حیران ہو گیا آپ سے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں لوگ بے محابا بات چیت آپ سے کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا۔،، میرا یہ مسلک نہیں کہ میں ایسا تندخو اور بھیانک بن کر بیٹھو کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں میں تو بت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔اللہ تعالٰی بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے،،

(سیرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹیؓ صفحہ ۴۱۔۴۲)

مسجد مبارک میں آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی ایک اجنبی آدمی آپ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا آپ ہمیشہ دائیں صف میں ایک کونے میں مسجد کے اس طرح مجتمع ہو کر بیٹھتے ہیں جیسے کوئی فکر کے دریا میں خوب سمٹ کر تیرتا ہے میں جو اکثر محراب میں بیٹھتا ہوں۔اور اس لیے داخلی دروازہ کے عین محاذ میں ہوتا ہوں بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے سرزدہ اندر داخل ہوا ہے تو سیدھا میری طرف ہی آیا ہے اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا ہے یا حاضرین میں سے کسی نے اسے حقدار کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔آپ کی مجلس میں احتشام اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی دونوں ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا ہے کہ آپ کو خصوصاً مجھ سے ہی پیار ہے جو جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کر لیتا ہے گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی ہی بے سروپا کیوں نہ ہو آپ پوری توجہ سے سنے جاتے ہیں بسا اوقات حاضرین اپنی بساط قلب اور وسعت حوصلہ کے موافق سنتے سنتے اکتا گئے ہیں انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگ گئے ہیں مگر حضرت کی کسی حرکت نے ایک لحظہ کے لیے بھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔۔

''آپ کی مجلس کا یہ رنگ نہیں کہ آپ سرنگوں اور متفکر بیٹھے ہوں اور حاضرین سامنے حلقہ کیے یوں بیٹھے ہوں جیسے دیواروں کی تصویریں ہیں بلکہ وقت کے مناسب آپ تقریر کرتے ہیں اور کبھی کبھی مذاہب باطلہ کی تردید میں بڑے زور و شور سے تقریر فرماتے گویا اس وقت آپ ایک عظیم الشان لشکر پر حملہ کر رہے ہیں اور ایک اجنبی ایسا خیال کرتا ہے کہ ایک جنگ ہو رہی ہے۔،، (سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ صفحہ ۴۰۔۴۱)

یہ تو آپ کی مجلس کی ایک بے تکلفانہ شان کا نقشہ ہے آپ کے تمام حالات اور معمولات میں سادگی اور بے تکلفی جلوہ گر تھی دنیا کے تکلفات اور نمائش اور تصنع آپ میں پایا نہ جاتا تھا۔

سادگی کی شان کا ایک جلوہ تصویر کے وقت۔

۱۸۹۹ء میں یورپ میں تبلیغ کے نکتہ خیال اور ضرورت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو لینے کی ضرورت پیش آئی۔لاہور سے ایک مصوّر بلایا گیا اور فوٹو کا انتظام کیا گیا۔فوٹو گرافر اپنے علم کے لحاظ سے اور تصویر کی خوبی کے پہلو کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود کو اپنی نشست اور سامنے کی طرف دیکھنے کے متعلق کچھ ہدایات دینا چاہتا تھا۔ بلکہ اس نے نہایت ادب سے عرض بھی کر دیا جو ہستی تکلفات اور تصنع کی خوگر نہ ہو اس سے یہ قطعی ناممکن تھا کہ وہ ان ہدایتوں کی پابندیاں کر سکتی۔ ہر چند کوشش کی چند مرتبہ اس نے آپ کے لباس اور نشست وغیرہ کے متعلق عرض کیا۔آخر وہ عاجز آ گیا اس لیے وہ انتظام قائم نہ رہ سکتا تھا۔چنانچہ

حضرت مسیح موعود علیہ ا لسلام کا وہ فوٹو اس شان سادگی کی ایک نمایاں تصویر آج بھی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اور اپنی پوری سادگی کے ساتھ حقیقی جلال اورشان آپ کے چہرے پر ہویدا ہے۔

ازسیرت حضرت مسیح موعودؑ۔مرتبہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ۔(صفحہ نمبر ۳۲۲ تا ۳۲۷)

Vol.10 Monthly Khadija Germany Issue 3
Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M. Telephone: 069-5487662, Telefax:069-506886360, E-mail: khadijaakhbar@yahoo.com

دن بہت ہیں سخت اور خوف وخطر درپیش ہے
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پرشور ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

ایک دلچسپ، صحت مند تربیتی، تبلیغی اور ثقافتی پروگرام

”مینا بازار“

ناصرات الاحمدیہ ولجنہ اماءاللہ فرینکفرٹ کے زیرِ اہتمام 23 ستمبر 2006 بیت السبوح فرینکفرٹ میں مینا بازار منعقد ہُوا۔ فرینکفرٹ شہر کی جرمن انتظامیہ کی طرف سے ایک Intercultural week منایا جا رہا تھا جس میں مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت جرمنی نے لجنہ اماءاللہ فرینکفرٹ کو اس پروگرام میں حصہ لینے کی ہدایت فرمائی تو مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ جرمنی کے ارشاد پہ ہم نے یہ پروگرام ترتیب دیا ۔

یہ ہفتہ منانے کے لئے ماہ جون میں پروگرام کی تفصیل کے ساتھ ایک کتاب حکومت کے اس محکمے Amt für Multikultird Angelegenheit کی طرف سے شائع ہوئی جو مختلف مما لک کے لوگوں کے درمیاں روابط کا کام کرتا ہے یہ کتاب شہر بھر کے سکولوں اور چرچ میں بھجوا دی گئی تھی اِس میں لجنہ اماءاللہ کے مینا بازار کی بھی خبر تھی۔ مینا بازار سے چند دن پہلے یہ خبر دوبارہ نُور مسجد کے محترم امجد صاحب نے فرینکفرٹ کے تین مشہور اخباروں میں شائع کروائی۔

Frankfurter Neupresse 22 sept 2006 نے Männer unerwünscht یعنی ”مردوں کا داخلہ منع ہے“ کی سرخی کیساتھ لکھا کہ ”احمدیہ مسلم جماعت کی خواتین کی تنظیم لجنہ اماءاللہ جرمنی ایک مینا بازار منعقد کر رہی ہے جو صرف خواتین اور لڑکیوں کے لئے ہے۔۔۔۔ Frankfurter Rundschau 15 sept 2006 نے Basar für islamische Frauen ”مسلمان عورتوں کے لئے بازار“ اور Blitz Tip 20 sept 2006 نے ”مینا بازار“ کے عنوان سے خبریں شائع کرتے ہوئے دعوت نامے کی پوری تفصیل بھی لکھی۔ مینا بازار کا یہ دعوت نامہ رنگین کاپی کروا کر بانٹا گیا۔ مینا بازار کے دن بیت السبوح کا سپورٹس ھال بے حد خوبصورت سجایا گیا۔ جس میں کھانے پینے، مہندی۔ کپڑوں، میک اپ اور زیور کے سٹال تھے۔ پاکستانی کھانوں اور کپڑوں کو بہت پسند کیا گیا، قیمتیں مناسب تھیں اِس لئے کافی سیل ہُوئی۔ کافی تعداد میں غیر از جماعت جرمن، افغانی، ترکی، انڈین پاکستانی غیر احمدی خواتین نے شرکت کی۔ بُک سٹال پہ قرآن کریم کی مختلف زبانوں میں تراجم کی نمائش لگائی گئی۔ مہمانوں نے جرمن کتابیں اور قرآنِ کریم خریدے۔ دو سٹال لجنہ کی تنظیم کی طرف سے تھے جن کا منافع لجنہ خلافت گیسٹ ھاؤس کو دیا گیا۔ مہندی کے اسٹال پر مہمان خواتین نے بہت دلچسپی لی اور شوق سے لگوائی۔ دوسرے ہال میں پروگرام ساڑھے دس بجے تلاوتِ قرآنِ مجید اردو جرمن ترجمہ کے ساتھ شروع ہُوا۔ سورۃ نمل کی آیات تلاوت کی گئیں۔ پھر حدیث کہ آنحضرت ﷺ کو خواتین کی صحت اور تفریح کا اتنا خیال تھا کہ آپ نے دو مرتبہ حضرت عائشہؓ کیساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا۔ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ صحت مند تفریح، ورزش ہنسنے مسکرانے کو پسند کرتے تھے۔ سارا پروگرام اردو جرمن میں بیک وقت ہُوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے چند الہام مختلف زبانوں اردو، عربی، ترکی، انگلش، جرمن، پنجابی میں لکھے ہوئے پیش کئے گئے۔ مثلاً ”الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ“۔ ”جے توں میرا ہور ہیں سب جگ تیرا ہووے“

I shell give you a large party of aslam. اور

Love for all Hatered for non لکھا ہوا تھا۔

بچیوں نے لا اِلٰہ ا لاّ اللہ کی نظم۔ علیک الصلٰوۃ علیک السلام۔ لا اِلٰہ ا لاّ اللہ مختلف زبانوں میں اور روشنی کا سفر نظمیں پڑھیں اور یہ کہتے ہوئے اسٹیج سے اُتریں کہ ”یونہی جاری رہے روشنی کا سفر“۔ ایک خاکہ مزاحیہ خبریں پڑھنے کا پیش کیا گیا۔ پھر ایک ٹیبلو ”گڑیا کی شادی“ پیش ہوا۔ چھوٹی بچیاں اور ان کی سہیلیاں خوبصورت لباس میں تھیں دلہن دولہا رشتہ دار سہیلیاں۔ آخر میں حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ کی نظم ”لو جاؤ تم کو سایۂ رحمت نصیب ہو“ پڑھی گئی تب گڑیا رخصت ہوئی۔ یہ مینا بازار کا سب سے دلچسپ آئیٹم تھا جو مہمانوں کی فرمائش پر دوبارہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد ایک خاکہ کہ بعض لوگ مریض کی عیادت کر کے مختلف بیماریاں بتا کر اور بیمار کر دیتے ہیں اور اصل میں کیسے عیادت ہونی چاہیے دکھایا گیا یہ اردو میں تھا۔ پھر ایک خاکہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے ایک واقعہ لیا گیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق نتیجہ نکالتا ہے اور ہدایت خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ یہ خاکہ بھی پسند کیا گیا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ ایک لطیفہ کو خاکے کی شکل دی گئی کہ اگر میاں بیوی محبت اور شکر گزاری سے رہیں اور اگر انجانے میں کوئی بیوقوفی بھی کر بیٹھیں تو اللہ معاف کرتا اور برکت دیتا ہے۔ ایک ٹیبلو ”چاند میری زمین پھول میرا وطن“ پیش کیا چھوٹی چھوٹی بچیوں نے پیش کرتے ہوئے جرمنی اور پاکستان کا جھنڈا پکڑا ہوا تھا۔ ایک خاکہ ”اَن پڑھ بہو“ پیش کیا گیا کہ اگر بہو کم سلیقے والی اور کم پڑھی لکھی ہو مگر دونوں میاں بیوی کے بزرگ ساس، نندیں وغیرہ اچھا کردار ادا کریں تو دونوں میاں بیوی خوش رہ سکتے ہیں۔ جرمن مہمان خواتین نے ان پڑھ بہو اور ان کی نرم دل ساس کو بہت پسند کیا۔ دو بجے نمازوں کا وقفہ ہوا۔ سوا تین بجے بے بی شو ہوا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی ذہانت اور صحت کا مقابلہ ہوا پانچ سال کی عمر کے تقریباً 50 بچوں نے حصہ لیا چار گروپ بنائے گئے اول دوئم آنے والوں بچوں کو میڈل تقسیم کئے گئے۔ چھوٹے بچوں نے بغیر تیاری کے اسٹیج پہ نظمیں، تلاوت، احادیث سُنائیں خاکوں کے درمیان جب وقفہ ہوتا تو لجنہ ممبرات بچیاں اور بچے نظمیں پڑھتے۔ دس سال تک کے لڑکے اور لڑکیوں کا علیحدہ رسہ کشی کا مقابلہ ہوا۔ رسہ کشی میں جیتنے والی ٹیم کو چاکلیٹ اور لالی دی گئی۔

فرینکفرٹ کے ایک اخبار Frankfurter Neue presse کی رپورٹر کافی دیر ہال میں موجود رہیں۔ فرینکفرٹ کی دو بچیوں ندا احمد اور مریم گیلانی نے ان کو تمام معلومات مہیا کیں۔ رپورٹر نے یہ خبر ”مینا بازار“ مسلمان عورتیں کیسے رہتی ہیں؟“ کے عنوان سے شائع کی۔ کہ ”فرینکفرٹ کی لجنہ کا مینا بازار کافی دلچسپ تھا اس طریقے سے جماعت احمدیہ کی خواتین کی تنظیم اپنی جماعت کا تعارف کرواتی ہیں۔ یہ جماعت 1989ء میں قائم ہوئی اور حضرت مرزا غلام احمدؑ نے قائم کی تھی۔ اس جماعت کو اسلام کی تعلیم کو زندہ کرنے والی جماعت سمجھا جاتا ہے۔ احمدی مسلمان سخت جنگی جہاد کے خلاف ہیں اور ان کا موٹو ہے ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ یہ لوگ امن اور برداشت کی تعلیم رکھتے ہیں اس لئے کئی ملکوں میں ان کو انتہا پسند تنظیموں کی طرف سے تنگ بھی کیا جاتا ہے۔ جب یہ لوگ مسجدوں میں Open day مناتے ہیں اور کلچرل اور مذہبی پروگرام کرتے ہیں تو اسلامی زندگی اور معاشرے کا بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ عام طور پر ان کے پروگرام اردو اور جرمن زبان میں ہوتے ہیں مینا بازار بھی دونوں زبانوں میں تھا اس طرح یہ نوجوان نسل کو اپنے ساتھ دلچسپی قائم رکھنے کا موقع دیتے ہیں۔ اس پروگرام میں بہت مزاحیہ، دلچسپ خاکے تھے گڑیا کی شادی میں بچیاں اپنے کرداروں میں بہت پیاری لگ رہی تھین اس کے ساتھ ساتھ مہمانوں کی آنکھوں، زبان اور معدے کی تواضع کے لئے مزیدار پاکستانی کھانے تھے اچھے کپڑے اور مہندی کا اسٹال تھا۔ اس کے علاوہ فرینکفرٹ کی صدر امتہ الرقیب ایک بے بی شو کرے گی اس میں پانچ سال کے بچوں کی ذہانت اور جسمانی صحت ونشو ونما کا اندازہ لگائے گی۔ چھوٹے بچے بہت خوش ہیں کیونکہ آج ان کا دن ہے اور وہ بہت اہم ہیں۔ مریم گیلانی 13 اکتوبر کے Open day پہ سب کو دعوت دیتی ہے۔ اس پروگرام میں بہت سی قومیتوں کو بلایا گیا ہے اس پروگرام کو قرآن کریم کی تلاوت سے شروع کیا گیا تھا جو عربی میں تھی اس کا اردو جرمن پیش کیا گیا“۔ Frankfurter Neue presse 27 Sep 2006

شام چھ بجے یہ پروگرام بخیر وخوبی ختم ہوا۔ الحمد للہ۔ خاکسار تمام تعاون کرنے والی ممبرات کی مشکور وممنون ہے خدا تعالیٰ ہماری اس مساعی میں برکت ڈالے اور ہمیں مل جل کر کام کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور سب کو بہترین جزاء سے نوازے۔ آمین

(امۃ الرقیب ناصرہ۔ لوکل صدر فرینکفرٹ سٹی)

”آپ کی دھوپ نے مجھے اوٹ میں لے لیا ھے۔اس لیے دھوپ چھوڑ دیں“

”تو ایسا شخص ھے جو مر نھیں سکتا۔تجھ میں وہ چیز ھے جو موت کے بعد بھی تجھے زندہ رکھے گی“

دنیا میں بڑے بڑے ادیب اور فلاسفر گذرے ہیں کہ جو روپے کے لحاظ سے بے شک غریب تھے مگر اُن کے پاس وہ چیز تھی جس کے اس زمانہ کے امراء اور ملوک تک خریدار تھے۔ یونان میں ایک فلسفی دیوجانس نامی گذرا ہے جہاں وہ رہتا تھا اُس کے قریب سے ایک دفعہ سکندر اعظم کا گذر ہوا تو سکندر بھی اُس کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ دیوجانس اُس وقت دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اُس کا خیال تھا اور یہ خیال آجکل کی جدید تحقیق نے درست قرار دیا ہے کہ سورج کی شعاعیں جسمِ انسانی کے لیے بہت مفید ہیں۔ سکندر نے کہا ”کہ اگر اُسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ خدمت کے لیے حاضر ہے“۔ دیوجانس نے صرف اسقدر کہا کہ ”آپ کی دھوپ نے مجھے اوٹ میں لے لیا ہے۔ اس لیے دھوپ چھوڑ دیں“۔ دیوجانس کے نزدیک دھوپ جسے عموماً معمولی سی چیز خیال کیا جاتا ہے ایسی قیمتی چیز تھی کہ اُس کے مقابل میں سکندر کی خدمت کی پیشکش بے قیمت تھی۔ بہرحال باوجود غربت کے دیوجانس کے پاس وہ چیز تھی جس کی سکندر کے دل میں بھی قدر تھی۔ اسی طرح ہارون رشید کا بھی واقعہ ہے کہ اُس نے اپنے دولڑکے ایک ادیب کے پاس جو ظاہری مال ودولت کے لحاظ سے کچھ بھی نہ تھا تعلیم کے لیے بھیجے۔ ایک دن اُس نے دیکھا کہ جب اُستاد نے اپنا جوتا اُتارا تو جوتا سنبھالنے کے لیے دونوں شہزادے ایک دوسرے سے لڑ پڑے اس پر ہارون رشید نے اُسے کہا کہ ”تو ایسا شخص ہے جو مر نہیں سکتا۔ تجھ میں وہ چیز ہے جو موت کے بعد بھی تجھے زندہ رکھے گی“۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆(از خطباتِ محمود (جلد سوم) فرمودہ ۴ا دسمبر ۱۹۵۳)☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆